✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

نظام خلافت

(تعارف، تعریف، اہمیت اور اقسام)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

سامعین! آج مجھے نظام خلافت پر روشنی ڈالتے ہوئے اِس کا تعارف، تعریف اور اہمیت بیان کرنی ہیں۔

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام اور حبل اللہ ہے، جو اللہ تعالیٰ جماعت مؤمنین کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے اُن کے اندر جاری فرماتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے نبوت کے بعد مؤمنین کے دلوں میں نبوت کی برکات کو قائم رکھے اور وہ برکات کبھی مٹنے نہ پائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ یعنی ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

سامعین! نظامِ خلافت کے تعارف میں سورۃ نور کی اُس آیت کو پیش کرنا ضروری ہے جو آیتِ استخلاف کہلاتی ہے۔ جس کی تلاوت مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے قیام اور استحکام کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں مؤمنین کی جماعت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چار وعدے کئے ہیں۔

1۔ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

2۔ ان کے لیے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا۔

3۔ ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

4۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اور اِن وعدوں کو اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی اِن چار ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط بھی کر دیا ہے:

اول۔ یہ کہ مسلمانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت راشدہ کے قیام کے وعدہ پر ایمان رکھتی ہو۔

دوم۔ یہ کہ خلافتِ حقّہ کی منشاء کے مطابق اعمالِ صالحہ پر کاربند ہو۔

سوم۔ یہ کہ توحید کے قیام کے لیے ہر قسم کی قربانیاں دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

چہارم۔ یہ کہ ہر حال میں خلیفۂ وقت کی اطاعت کو مقدم رکھتی ہو۔

چنانچہ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب تک اُمّتِ مسلمہ ان چار ذمہ داریوں کو ادا کرتی رہی اور ان شرائط کو پورا کرتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کو خلافت راشدہ کے انعام سے سرفراز فرماتا رہا ہے۔ لیکن جب یہ شرائط مفقود ہو گئیں اور مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پھیل گیا اور اعمالِ صالحہ سے دوری اور اطاعت و فرمانبرداری کی روح مفقود ہو گئی تو یہ انعام چھین لیا گیا اور ظالم حکمرانوں کا لمبا دور شروع ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ اُمّتِ محمدیہ میں پھر ایک ایسی پاک جماعت کا قیام عمل میں آیا جو سورہ نور میں بیان فرمودہ چار شرائط سے آراستہ ہو گئی، جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ میں خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع ہوا اور یوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام والا ارشاد پورا ہوا کہ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوٰۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دَور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

سامعین! خلافت کے لغوی معنی کسی کی قائمقامی اور جانشینی کرنا اور کسی کی نیابت کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کے معنوں میں تحریر فرماتے ہیں۔

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

بشری تقاضوں کے ماتحت انبیاء کی جسمانی زندگی محدود ہوتی ہے، جبکہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظام اور سلسلہ نے ایک مقررہ مدت کو پورا کرنا ہوتا ہے، لہٰذا خدا تعالیٰ انبیاء کی وفات پر ایک دوسرا ہاتھ دکھاتا ہے اور اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتا ہے اور اپنے نیک اور پاکباز بندوں کو اپنے ان برگزیدہ انبیاء کا جانشین مقرر کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلے کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:22) کہ خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور انبیاء کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304)

حضور علیہ السلام ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

سامعین! جماعت احمدیہ میں یہ نظام خلافت جو سابقہ خلافت راشدہ کا تسلسل ہی ہے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال سے قبل اس نعمت کی بشارت دیتے ہوئے جماعت کو ان الفاظ میں تسلی دی تھی کہ

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّتُ اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی، غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت آنہیں سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی...... مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

سامعین! مہتمم بالشان رسالہ الوصیت کے مطالعہ سے جہاں احمدیت کی عظمت معلوم ہوتی ہے وہاں اس میں جماعت کے ہر فرد کو تقویٰ، توحید، تعلق باللہ اور اخلاق فاضلہ کی تلقین کی گئی اور اشاعت اسلام کے لیے مالی ذرائع کی طرف جماعت کی راہنمائی کی گئی ہے اور سب سے اہم امر اس رسالہ میں یہ ہے کہ اس میں نظام خلافت کی واضح الفاظ میں پیشگوئی کی گئی ہے جس کے ذریعہ سے افراد جماعت کو اشاعت اسلام میں حصہ لینے کے لیے ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے، جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں“

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء، الفضل 3 جنوری 1936 صفحہ 9)

حضور علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کو نظام خلافت سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27/ مئی 1908ء کو حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر منتخب ہوئے اور اس وقت سب احباب نے آپؓ کی بیعت کر کے آپؓ کو واجب الاطاعت امام تسلیم کیا۔ آپؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور آپؓ کی وفات کے بعد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ جماعت کے تیسرے امام مقرر ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، منصبِ خلافت پر متمکن ہیں۔ اس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مبارک اور آسمانی نظام کے ذریعہ نظام خلافت کے قیام سے دین حق کو غلبہ، قوت اور شوکت حاصل ہو رہی ہے اور یہ نظام دین حق کے لئے نشاۃ ثانیہ ہے۔

سامعین! جہاں تک خلافت کی اقسام کا تعلق ہے۔ اُن میں سے پہلی خلافت کو خلافت نبوت کہا گیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی، جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا: وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً کہ (یاد کرو) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ مگر ان کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے، چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفات الٰہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظلّ بن کر ظاہر ہوئے اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔

دوسری قسم خلافت کی خلافتِ ملوکیت ہے جو قرآنِ کریم سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَکُمۡ فِی الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَۃً ۚ فَاذۡکُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (اعراف:70) کہ یاد کرو جب اس نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمہیں جانشین بنا دیا تھا اور تمہیں افزائشِ نسل کے ذریعہ بہت بڑھایا۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اسی طرح حضرت ہودؑ کی زبانی فرماتا

ہے: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ (اعراف:75) کہ (وہ وقت) یاد کرو جب اس نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اور اس طرح حکومت تمہارے ہاتھ میں آ گئی۔ اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے صرف دنیوی بادشاہ مراد ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے۔

تیسری قسم کی خلافت، خلافتِ انتظامی ہے کہ نبی کے جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی، جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کے لیے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا کہ اُخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (اعراف:143) یعنی میری قوم میں میری قائمقامی کر اور اصلاح کر اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کر۔ حضرت ہارون علیہ السلام خود نبی تھے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اس کی قوم کا انتظام انہیں دیا گیا تا قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں اور فساد سے بچائیں۔ پس وہ ایک تابع نبی بھی تھے اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی تھے۔ یہ خلافت، خلافت انتظامی کہلائی۔

سامعین! چوتھی اور آخری قسم کی خلافت، خلافت علیٰ منہاج نبوت کہلاتی ہے، یعنی نبی کی وفات کے بعد اس کے کاموں کی تکمیل کرنے کے لیے جاری ہوتی ہے۔ یہ وہ خلفاء ہوتے ہیں، جو ان کاموں کی تکمیل کرنے والے اور نبی کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ایسی خلافت شریعت والے نبی کے بعد بھی ہو سکتی ہے، جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جو شریعی نبی تھے، کے بعد خلافت کا اجرا ہوا اور غیر شرعی نبی کے بعد بھی ہو سکتی ہے، جیسے آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جو صرف امتی نبی تھے، کے بعد خلافت کا اجرا ہوا اور اس خلافت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان شاء اللہ قیامت تک قائم رہے گی جیسا کہ مَیں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔

سامعین! اب تقریر کے اختتام پر جہاں تک نظامِ خلافت کا قرآنِ کریم اور احادیث نبوی میں ذکر کا تعلق ہے۔ وہ بیان کر دیتا ہوں۔ اِن دونوں میں بہت وضاحت سے خلافت کا ذکر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۃ النور کی آیت 56 میں نظامِ خلافت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو آیتِ استخلاف کہلاتی ہے جس کے معانی خلافت چاہنا کے ہیں۔ اِس آیت میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا ذکر ہے۔ اِسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں آغاز پر تلاوت مع ترجمہ پیش کر آیا ہوں۔

احادیث میں جہاں تک خلافت علیٰ منہاج النبوت کے ذکر کا تعلق ہے تو اِس ضمن میں سب سے پہلے حضرت حذیفہؓ والی مشہور حدیث کا ذکر آئے گا جس کے الفاظ اوپر ہم سن آئے ہیں۔ جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا واضح طور نبوت کے بعد خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، پھر ایذا رساں بادشاہت پھر جابر بادشاہت اور پھر نبوت کے طریق پر خلافت کے قیام کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کے بعد جاری رہنے والی خلافت کے سلسلے میں مذکورہ بالا بنیادی حدیث کے علاوہ بعض اَور احادیث میں بھی اشارے ملتے ہیں۔ جیسے حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

"جب بھی کوئی نبوت آئی اس کے بعد خلافت قائم ہوئی ہے۔"

(مجمع الزوائد، علی بن ابی الهیثی جلد 5 صفحہ 88)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی آخری بیماری کے دوران فرمایا:

"مجھے ڈر ہے کہ کئی خواہش رکھنے والے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ مَیں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مؤمن بندے ابو بکرؓ کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے۔"

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابوبکر حدیث نمبر 4399)

سامعین! پھر حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا:

"یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیض پہنائے گا اور اگر منافقین تجھ سے اس قمیض کے اُتارنے کا مطالبہ کریں تو اِسے ہر گز نہ اُتارنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آن ملو۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمائی۔"

(مسند احمد حدیث نمبر 23427)

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَلَيكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ"

کہ میری سُنّت اور خلفائے راشدین جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں، کی سنت کی اطاعت فرض ہے۔ اس طریق کو مضبوطی سے تھام لو اور دانتوں سے اچھی طرح پکڑ کے رکھو۔

(سنن ابو داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث نمبر 3991)

حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کی ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ
”اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اللہ کی قسم! نہ مَیں نے کبھی اُن کی نافرمانی کی اور نہ کبھی انہیں دھوکا دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، خدا کی قسم! نہ مَیں نے کبھی ان کی حکم عدولی کی، نہ کبھی غلط بیانی کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا دیا۔ کیا میرے تم پر وہی حقوق نہیں جو ان پہلے خلفاء کے مجھ پر تھے“

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ھجرة الجیشہ حدیث نمبر 3583)

خلافت اور مشورہ

حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ آپؓ نے فرمایا: لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ کہ خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے کے بغیر درست نہیں۔ نیز خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون، مشورہ ہے۔

(کنز العمال کتاب الخلافت جلد 5 صفحہ 648 حدیث نمبر 14136)

حضرت میمونؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کا یہ طریق تھا کہ وہ مختلف معاملات میں حکم جاری کرنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ کتاب اللہ میں اس بارہ میں کیا حکم ہے۔ اگر اُس میں نہ ملتا تو پھر سُنّت رسول اللہؐ میں تلاش کرتے اور اگر اس میں بھی نہ ملتا تو رؤساء کو جمع کرتے اور اُن سے مشورہ کرتے۔ جب وہ کسی معاملہ پر اتفاق کرتے تو اس کے مطابق حکم دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا بھی یہی طریق تھا اور کتاب و سنت کے بعد وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ کا اس بارہ میں کیا خیال تھا۔ اس کے بعد علماء سے مشورہ کرتے تھے۔

(اعلام المقعین جلد 1 صفحہ 62 باب الوعید علی القول بالرای ابن قیم جوزی)

ہر خیر خلافت سے وابستہ ہے

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں جب بعض لوگ آپ کے خلاف فتنوں میں مصروف تھے تو صحابی رسولؐ، حضرت حنظلہؓ نے کچھ اشعار کہے، جن کا ترجمہ یہ ہے:
”مجھے تعجب ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر وہ چلی گئی تو لوگ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور پھر انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ یہود اور نصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے، جو راہ حق سے بھٹک چکے ہیں“

(تاریخ ابن اثیر جلد 2)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رہ کر اِس کے فیوض و برکات سے وافر حصہ لینے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

خلافت نبوّت کا فیضانِ عام
خدا کی عطا ہے یہ عالی مقام
خلافت کا جس دل میں ہے احترام
رہے گا زمانے میں وہ شاد کام
رہیں ہم خلافت کے ادنیٰ غلام
نظام خلافت مبارک نظام

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)